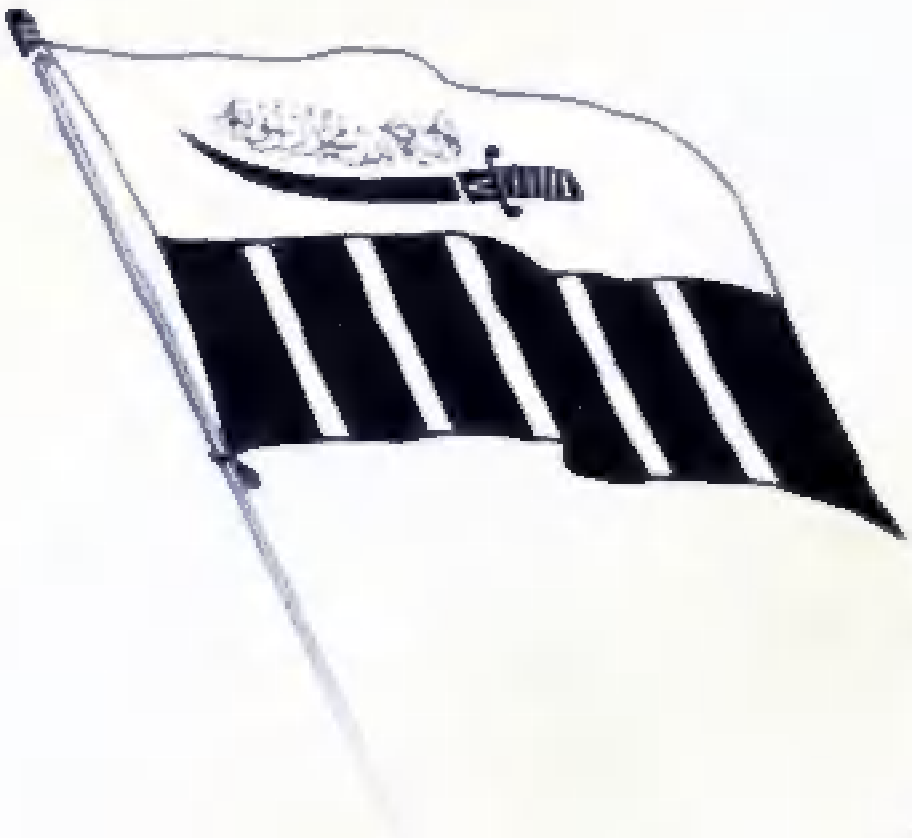
بسم اللہ الرحمن الرحیم



زکوٰۃ کے حقدار کون؟

تفسیر سورۃ التوبہ سے اقتباس

از

پروفیسر حافظ محمد سعید



زکوٰۃ کے حق دار کون ہیں......؟

﴿ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴾ [التوبة : ٦٠]

''صدقات تو صرف فقیروں اور مسکینوں کے لیے اور ان پر مقرر عاملوں کے لیے ہیں اور ان کے لیے جن کے دلوں میں الفت ڈالنی مقصود ہے اور گردنیں چھڑانے میں اور تاوان بھرنے والوں میں اور اللہ کے راستے میں اور مسافر میں خرچ کرنے کے لیے ہیں۔ یہ اللہ کی طرف سے ایک فریضہ ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے۔''

مصارف زکوٰۃ:

زکوٰۃ کے حقدار آٹھ قسم کے لوگ ہیں اور ان کو خود اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دیا ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

① فقر:

صدقات کا حقدار فقیر ہے اور فقیر وہ ہے جو محتاج اور ضرورت مند ہو، جس کے پاس درہم و دینار، روپیہ پیسہ گھر بار، مال و زر نہ ہو اور نہ اس کا کوئی کاروبار ہو، قلاش اور خستہ حال ہو، جیسا کہ درج ذیل حدیث سے واضح ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم سے ایک شخص نے سوال کیا کہ ہم مہاجرین فقیروں

میں شامل ہیں؟ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: تیری بیوی ہے جس کے ساتھ تو قیام پذیر ہے؟ اس شخص نے جواباً کہا: جی میری بیوی ہے۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پھر سوال کیا کیا تیرا گھر ہے جس میں تو رہتا ہے، اس آدمی نے بتایا: جی ہاں! میرا گھر بھی ہے۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر تو امیر اور غنی لوگوں میں سے ہے اس شخص نے مزید بتایا: میرے پاس ایک خادم بھی ہے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا پھر تو تو بادشاہوں میں سے ہے۔

ابوعبدالرحمٰن (سفر جہاد کا) ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے پاس تین آدمی آئے اتفاق سے میں بھی موجود تھا، وہ کہنے لگے:

اے ابومحمد! اللہ کی قسم! ہمارے پاس کوئی چیز نہیں، گھر کا خرچہ میسر نہیں، نہ کوئی مال مویشی ہے اور نہ ہم کوئی مال و متاع رکھتے ہیں۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم جس طرح چاہو میں تعاون کے لیے تیار ہوں، اگر تم چاہو تو ہمارے پاس پہنچ جاؤ ہم تمھیں اتنا دیں گے، جتنا اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے مقدر کر رکھا ہے اور اگر تم پسند کرو تو ہم تمھارا ذکر سلطان سے کریں گے (اور وہ تمھاری اعانت کرے گا) اور اگر چاہو تو اسی (فقر پر) صبر کرو اس لیے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''بے شک فقراءُ اور مہاجرین مالداروں سے چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے۔'' (یہ حدیث سن کر وہ تینوں بیک زبان) بولے کہ ہم تو اسی حالت فقر پر ہی صبر کریں گے اور آپ سے کسی چیز کا سوال نہیں کریں گے۔'' [مسلم، کتاب الزھد، باب الدنیا سجن للمؤمن و جنة للکافر : ۲۹۷۹]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فقر سے پناہ مانگی:

تاہم فقر کوئی پسندیدہ اور قابل رشک چیز نہیں کیونکہ فقر سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الفاظ کے ساتھ دعا کرتے تھے:

((اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْھَرَمِ، وَالْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ، وَ مِنْ فِتْنَةِ

الْقَبْرِ، وَ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَ عَذَابِ النَّارِ، وَ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَى، وَأَعُوذُبِكَ مِنَ الْفَقْرِ، وَ أَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ عَنِّي خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَ نَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَ بَاعِدْ بَيْنِي وَ بَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ»

[بخاری، کتاب الدعوات، باب التعوذ من المأثم والمغرم : ٦٣٦٨]

"اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں سستی سے، انتہائی بڑھاپے سے۔ میں قرض اور گناہ (کے کاموں) سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں، اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں دوزخ کے عذاب اور جہنم کے فتنہ سے۔ قبر کے فتنہ اور عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، فتنہ مال اور دولت وغنیٰ کے شر اور فتنہ فقر اور اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور فتنہ مسیح الدجال کے شر سے بھی تیری پناہ میں آتا ہوں...... اے اللہ! میرے گناہوں کو برف اور اولوں کے پانی سے دھو ڈال اور میرے دل کو اس طرح صاف کر دے جیسا کہ سفید کپڑا میل کچیل سے صاف ہوتا ہے میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اس طرح دوری فرما دے جس طرح تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان دوری ڈالی ہے۔"

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی ایک دعا ان الفاظ سے بیان کرتے ہیں:

«اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْفَقْرِ، وَ أَعُوذُبِكَ مِنَ الْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ، وَ أَعُوذُبِكَ أَنْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ» [نسائی، کتاب الاستعاذہ، باب الاستعاذة من الذلة : ٥٤٦٢]

"اے اللہ! میں فقر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، مال کی کمی اور ذلت سے بھی پناہ طلب کرتا ہوں اور میں تیرے ساتھ اس بات سے بھی پناہ کا خواہاں ہوں کہ کسی پر میں ظلم کروں یا کوئی مجھ پر ظلم کرے۔"

مسلم بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرے والد فرض نمازوں کے بعد یہ دعا کیا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَ عَذَابِ الْقَبْرِ))

[نسائی، کتاب السهو، باب التعوذ فی دبر الصلاة : ۱۳۴۸]

”اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں، کفر سے، فقر و تنگدستی سے اور عذاب قبر سے۔“

یہ کلمات یاد کر کے میں نے بھی پڑھنا شروع کر دیے۔ ایک دن میرے والد نے مجھ سے پوچھا: میرے بیٹے! یہ کلمات تم نے کہاں سے لیے ہیں؟ میں نے عرض کیا: ابا جی! آپ سے، پھر میرے والد نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد یہ دعا کیا کرتے تھے۔“

تاہم صابر و شاکر قسم کے فقراء کی فضیلت میں بھی احادیث موجود ہیں، جن میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فقراء مالداروں سے پچاس سال پہلے جنت میں جائیں گے۔

② مسکین:

زکوٰۃ و صدقات کا دوسرا مستحق شخص وہ ہے جو مسکین ہو، مسکین اس شخص کو کہتے ہیں کہ جس کے پاس ضروریات زندگی کے لیے ناکافی مال ہو اور بیشک ایسے شخص کا گھربار اور کاروبار بھی ہو مگر وہ بھی باوقار گزر بسر کے لیے ناکافی ہو، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور خضر علیہ السلام کے واقعہ کے بیان میں فرمایا:

﴿ أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِينَ يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ ﴾ [الکهف : ۷۹]

”کشتی کا معاملہ تو یہ تھا کہ وہ چند مسکینوں کی ملکیت تھی جو دریا پر محنت مزدوری کرتے تھے۔“

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسکینوں کے پاس کشتی تھی اور وہ کاروبار بھی کرتے تھے۔

مساکین کی فضیلت رسول اللہ ﷺ کی اس دعا سے واضح ہے:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان الفاظ کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْكِيْنًا وَ اَمِتْنِیْ مِسْكِيْنًا وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنَ))

[ابن ماجه، کتاب الزهد، باب مجالسة الفقراء : ۴۱۲۶]

”اے اللہ! مجھے مسکین زندہ رکھ اور مجھے مسکین فوت کر اور (قیامت کے دن) مجھے

مسکینوں کی جماعت میں اٹھا۔"

"سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ کس لیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ اس لیے کہ مسکین مالداروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے، اے عائشہ! تو مسکین کو خالی نہ لوٹا اگرچہ کھجور کا ایک حصہ ہی دے دے۔"

"عائشہ! تو مسکینوں سے محبت کر اور انھیں اپنے قریب کر، بے شک قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تجھے اپنے قریب کرے گا۔"

[بیہقی شعب الإیمان : ٣٤٠/٧، ح : ١٠٥٠٧۔ الأحادیث الصحیحة : ٦١٨/٢/١]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ يَطُوْفُ عَلَى النَّاسِ، تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ، وَالتَّمْرُ وَالتَّمْرَتَانِ، وَلٰكِنِ الْمِسْكِيْنُ الَّذِی لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيْهِ وَلَا يُفْطَنُ بِهِ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ، وَلَا يَقُوْمُ فَيَسْأَلُ النَّاسَ »

[بخاری، کتاب الزکوة، باب قول الله: ﴿ لا یسئلون الناس ﴾...... الخ : ١٤٧٩]

"مسکین وہ نہیں ہے جو لوگوں کے ارد گرد گھومتا پھرتا ہے اور کوئی اسے ایک لقمہ دیتا ہے تو کوئی دو لقمے دے دیتا ہے، کوئی ایک کھجور اور کوئی دو کھجوریں دے دیتا ہے۔ مسکین تو وہ ہے جو غنی نہیں ہے اور نہ اس کے بارے میں (عام لوگوں کو) علم ہوتا ہے کہ اسے صدقہ دیا جائے اور نہ وہ خود کھڑے ہو کر لوگوں سے سوال کرتا ہے۔"

مسکین وہ نہیں جو ایک کھجور یا دو کھجور، ایک لقمہ یا دو لقمے لے کر چل دیتا ہو بلکہ مسکین وہ شخص ہے جو سوال سے بچتا ہو:

﴿ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ﴾ [البقرة : ٢٧٣/٢]

"اور وہ لوگوں سے چمٹ کر سوال نہیں کرتے۔"

مساکین سے بعض "مخیر" حضرات کا ناروا سلوک:

ہمارے مشاہدے میں یہ بات بھی آئی ہے کہ بعض "مخیر" حضرات کا یہ معمول ہے کہ جب کوئی مسکین ان کے پاس جا کر اپنی مجبوری بیان کرتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ تزکیہ لاؤ...... وہ

بے چارہ تزکیہ حاصل کرنے کے لیے ذمہ داروں کے سامنے مجبوراً اپنے حالات پیش کرتا ہے، اسے کہا جاتا ہے کہ فلاں سے بھی تصدیق کرا کے لاؤ، یہ مسکین کرایہ خرچ کر کے وقت لگا کر اور بہت پاپڑ بیل کر جب پیش ہوتا ہے تو مخیر احباب برائے نام تعاون کر کے کہہ دیتے ہیں کہ مزید تعاون کے لیے کسی دوسرے سے رابطہ کریں۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ جب تزکیہ آ گیا، تحقیق کے بعد پتا چل گیا کہ مسکین حقیقی ہے تو پھر اس سے یہ ہتک آمیز اور رسوا کن سلوک کیوں؟

کچھ مخیر احباب کا معمول یہ ہے کہ ضرورت مند مسکین سے کہیں گے کہ آپ رمضان المبارک میں آئیں۔ جب وہ مجبور شخص دور کا سفر اور کرایہ خرچ کر کے صاحب کے پاس پہنچا تو مسکرا کر کہہ دیا کہ بھائی! معقول تعاون حاصل کرنے کے لیے آپ رمضان المبارک کے بعد آئیں، آجکل تو مانگنے والوں کا رش ہے۔ اس طرح کئی چکر لگوا کر معمولی تعاون کرنا یا بعض دفعہ معاف کرو بابا! کہہ دینا۔ ایسے ہی لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے درج ذیل فرمان سے نصیحت حاصل کرنی چاہیے۔ فرمایا:

« لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّونَ الْحِرَ وَالْحَرِيرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ، وَلَيَنْزِلَنَّ أَقْوَامٌ إِلَى جَنْبِ عَلَمٍ يَرُوحُ عَلَيْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَهُمْ يَأْتِيهِمْ لِحَاجَةٍ فَيَقُولُونَ: ارْجِعْ إِلَيْنَا غَدًا، فَيُبَيِّتُهُمُ اللَّهُ، وَيَضَعُ الْعَلَمَ، وَيَمْسَخُ آخَرِينَ قِرَدَةً وَ خَنَازِيرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ »

[بخاري، كتاب الأشربة، باب ما جاء فيمن يستحل الخمر يسميه بغير اسمه : ٥٥٩٠]

”میری امت میں سے ایسے لوگ ہوں گے جو زنا، خالص ریشمی کپڑے، شراب اور گانے بجانے کے آلات کو جائز سمجھیں گے اور کچھ لوگ ایک پہاڑ کے پہلو میں اتریں گے، ان کے مویشی شام ڈھلے پیٹ بھرے ہوئے واپس آیا کریں گے (لیکن جب) ان کے پاس کوئی ضرورت مند شخص (تعاون کے لیے) آئے گا تو وہ اسے کہیں گے تم کل ہمارے پاس آنا لیکن اللہ تعالیٰ ان کو راتوں رات ہلاک

کردے گا اور ان (میں سے بعض) پر پہاڑ گرا دے گا اور کچھ کی شکلیں مسخ کر کے قیامت تک کے لیے انھیں بندر اور خنزیر بنا دے گا۔"

③ عاملین:

صدقات کا تیسرا مصرف "عاملین" کے لیے مقرر کیا گیا ہے اور عامل سے مراد وہ لوگ ہیں جو زکوٰۃ کی وصولی اور اس کے حساب کتاب کے ذمہ دار ہیں، یہ کارکنان امیر ہوں یا غریب بلا تردد اور بلا تامل زکوٰۃ میں سے امیر جتنا دے اسے لے سکتے ہیں، جیسا کہ درج ذیل احادیث سے واضح ہے:

"ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے آ کر صدقہ کا سوال کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "صدقات کی تقسیم میں اللہ تعالیٰ کسی نبی یا کسی اور کی تقسیم پر راضی نہیں بلکہ اس نے خود فیصلہ کیا اور آٹھ قسم کے لوگوں کو صدقات کا مستحق اور حقدار ٹھہرایا، اگر تو بھی ان میں آتا ہے تو میں تمھیں (صدقہ میں سے) دے دیتا ہوں۔"

[نسائی، کتاب الزکوٰۃ، باب مسئلة القوی المکتسب : ۲۵۹۹]

مالدار عاملین کو بھی صدقہ قبول کر لینا چاہیے:

سیدنا عبداللہ بن سعدی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو انھوں نے کہا: مجھے پتا چلا ہے کہ تم لوگوں کے کام میں لگے رہتے ہو اور جب تمھیں اس کی اجرت دی جائے تو اسے ناپسند کرتے ہو، میں نے جواب دیا کہ میرے پاس مال ہے، گھوڑے اور غلام ہیں، میں چاہتا ہوں کہ اپنی اجرت مسلمانوں پر صدقہ کر دوں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسا نہ کرو، کیوں کہ میں نے بھی یہی ارادہ کیا تھا جو تم نے کیا ہے، رسول اللہ ﷺ جب مجھے کچھ دینے لگتے تو میں کہتا کہ آپ یہ مال اس شخص کو دیں جو مجھ سے زیادہ ضرورت مند اور محتاج ہے تو رسول اللہ ﷺ فرماتے: "یہ لے لو اور اس سے مالدار بنو پھر صدقہ کرو، اگر تمھارے پاس مال اس طرح آئے کہ تم اس کے حریص تھے اور نہ اس کا سوال کرنے

والے تھے تو اس مال کو لے لیا کرو اور اگر نہ ملے تو اس کی فکر نہ کیا کرو۔"

[بخاری، کتاب الحکام، رزق الحاکم والعاملین علیها : ٧١٦٣]

④ تالیف قلوب:

صدقات کا چوتھا مصرف تالیف قلوب ہے اور یہ ایک ایسی مد ہے کہ اس میں سے بڑے بڑے اسلام دشمن کافروں کو بھی مال دے کر قریب کیا جا سکتا ہے۔ جس کافر سے یہ توقع ہو کہ مال لے کر وہ اپنی روش بدل لے گا، دشمنی ترک کر دے گا، اسلام اور اہل ایمان کے دفاع میں تعاون کرے گا تو ایسے شخص کو صدقات میں سے بے دھڑک مال دے دیا جائے اور نو مسلم کو بھی اسلام پر پختہ کرنے کے لیے دیا جائے۔

⑤ گردن آزاد کرانا:

﴿ وَفِي الرِّقَابِ ﴾ یہ پانچواں مصرفِ صدقات ان لوگوں کی آزادی کے لیے ہے جو غلام یا دشمن کی قید میں ہیں۔

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، مجھے ایسا عمل بتائیے کہ جس کے کرنے سے میں جنت میں داخل ہو سکوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''غلام آزاد کر اور گردن چھڑا۔'' وہ کہنے لگا کیا یہ دونوں ایک نہیں ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''غلام کا آزاد کرنا تو یہ ہے کہ تو خود غلام خرید کر آزاد کرے اور گردن چھڑانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی قیمت میں مدد کرے۔''

[مسند احمد : ٤/٢٩٩، ح : ١٨٨٥۔ صحیح ابن حبان، ح : ٣٧٤]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کی رہائی کے حوالہ سے فرمایا:

((فُكُّوا الْعَانِيَ أَيِ الْأَسِيرَ)) ''قیدیوں کو رہائی دلاؤ۔''

[بخاری، کتاب الجهاد، باب فكاك الأسير : ٣٠٤٦]

دور قدیم میں وسیع پیمانہ پر انسانوں کی خرید و فروخت کا سلسلہ چلتا تھا اور خرید کردہ شخص ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ذلت آمیز غلامانہ زندگی گزارنے پر مجبور تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان مظلوم اور

بے بس لوگوں کی رہائی کے لیے باقاعدہ صدقات کی مد میں سے حصہ مقرر فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہر اہم موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایسے لوگوں کی آزادی کی بھرپور ترغیب دی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں غلامی کا ظالمانہ سلسلہ ختم ہو گیا اب موجودہ حالات میں اس قسم کے غلام کہیں نہیں پائے جاتے۔

البتہ مجاہدین کی بڑی تعداد کافروں کی قید میں اذیت ناک زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔ ان مجاہدین کی رہائی اور آزادی کے لیے اس مد میں سے سرمایہ خرچ کیا جانا چاہیے اور جیلوں میں بند وہ قیدی بھی زکوٰۃ کی اس مد میں شامل ہیں جو ناکردہ گناہ کی سزا بھگتنے پر مجبور ہیں۔

⑥ ادائے قرض:

صدقات کا چھٹا مصرف مقروض لوگوں کو اس بوجھ سے نجات دلانا ہے، مقروض غریب ہو، فقیر ہو، برسرروزگار ہو یا بے روزگار صدقات کی اس مد میں سے اس کا قرض ادا کیا جا سکتا ہے۔

عطا بن یسار رحمہ اللہ سے مرسل روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مالدار شخص کے لیے صدقہ حلال نہیں ہے۔ البتہ پانچ قسم کے لوگوں کے لیے جائز ہے۔ صدقات کی وصولی پر مقرر شخص کے لیے، مقروض کے لیے اور اس شخص کے لیے جس نے زکوٰۃ کا مال خرید لیا اور اس شخص کے لیے جس کا پڑوسی مسکین ہے اور مسکین کو صدقہ دیا گیا اور اس نے غنی کو ہدیۃً دے دیا۔"

[أبوداؤد، کتاب الزکوٰۃ، باب من یجوزله أخذ الصدقه وهو غنی : ١٦٣٥]

⑦ فی سبیل اللہ:

صدقات و زکوٰۃ کا ساتواں مصرف جہاد فی سبیل اللہ ہے، جس سے جہاد کی جملہ ضرورتوں کو پورا کیا جا سکتا ہے، اسلحہ خریدا جا سکتا ہے، زیر تربیت عسکری مجاہدین کی خوراک، لباس، علاج معالجہ، سفرخرچ، گاڑیوں کی خریداری، دیکھ بھال اور مرمت وغیرہ پر زکوٰۃ کو خرچ کیا جا سکتا ہے۔ یاد رکھیں! زکوٰۃ و صدقات کی یہ مد اللہ تعالیٰ نے

اپنے ان خاص مجاہد بندوں کے لیے مقرر کی ہے جو اللہ کے دشمن یعنی کفار سے مصروف جہاد و قتال ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے مالدار مجاہدین پر زکوٰۃ کی رقم خرچ کی جاسکتی ہے، جیسا کہ بخاری شریف کے درج ذیل صحابی کے عمل سے معلوم ہوتا ہے:

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں جہاد میں شرکت کے لیے جانا چاہتا ہوں، ابن عمر رضی اللہ عنہما خوش ہو کر کہنے لگے کہ پھر میں کچھ رقم سے تیری مدد کرنا چاہتا ہوں۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں تو خود مالدار ہوں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: بھائی! اگر مالدار ہے تو اپنے لیے ہے، میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ جہاد میں میرا مال خرچ ہو جائے۔

[بخاري، تعليقًا، كتاب الجهاد والسير، باب الجعائل و الحملان في سبيل الله، قبل الحديث : ٢٩٧٠]

فی سبیل اللہ کے مفہوم میں تجاوز:

بعض لوگ ''فی سبیل اللہ'' کے مفہوم میں تجاوز کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس سے نیکی کا ہر کام مراد ہے اور اس مد میں سے ہر اس کام کے لیے اخراجات جائز ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیے جائیں مگر یہ استدلال یہاں درست نہیں، صاحب معارف القرآن لکھتے ہیں:

''جو لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر و بیان اور ائمہ تفسیر کے ارشادات سے قطع نظر لفظی ترجمہ کے ذریعے قرآن سمجھنا چاہتے ہیں یہاں ان کو یہ مغالطہ لگا ہے کہ لفظ ''فی سبیل اللہ'' دیکھ کر زکوٰۃ کے مصارف میں ان تمام کاموں کو داخل کر دیا جو کسی حیثیت سے نیکی یا عبادت ہیں۔ مساجد، مدارس، شفا خانے، مسافر خانے وغیرہ کی تعمیر کنویں، پل، سڑکیں بنانا اور ان رفاہی اداروں کے ملازمین کی تنخواہیں اور تمام دفتری ضروریات ان سب کو انھوں نے فی سبیل اللہ میں داخل کر کے مصرف زکوٰۃ قرار دیا ہے جو سراسر غلط اور اجماع امت کے خلاف ہے......''

آگے چل کر مزید لکھتے ہیں:

”ائمہ اربعہ اور فقہائے امت میں سے یہ کسی نے نہیں کہا کہ رفاہ عامہ کے اداروں اور مساجد و مدارس کی تعمیر اور ان کی جملہ ضروریات مصارف زکوٰۃ میں داخل ہیں بلکہ اس کے خلاف اس کی تصریحات فرمائی ہیں کہ مال زکوٰۃ ان چیزوں میں صرف کرنا جائز نہیں۔ اگر زکوٰۃ کے مسئلہ میں اتنا عموم ہوتا کہ تمام طاعات و عبادات اور ہر قسم کی نیکی پر خرچ کرنا اس میں داخل ہو تو پھر قرآن میں ان آٹھ مصرفوں کا بیان کیونکر ہوتا اور نبی ﷺ کا یہ ارشاد کہ ”اللہ تعالیٰ نے مصارف صدقات متعین کرنے کا کام نبی ﷺ کے بھی سپرد نہیں کیا بلکہ خود ہی اس کے آٹھ مصرف متعین فرمادیے۔“

معلوم ہوا کہ فی سبیل اللہ کے لغوی ترجمہ سے ناواقف کو جو عموم سمجھ میں آتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی مراد نہیں ہے بلکہ مراد وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کے بیان اور صحابہ کرام اور تابعین کی تصریحات سے ثابت ہے۔

[معارف القرآن جلد ٤ تفسیر سورۃ توبہ آیت: ٦٠]

قرآن میں فی سبیل اللہ سے کیا مراد ہے؟

قرآن کریم کے مختلف مقامات پر ”فی سبیل اللہ“ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، ان میں سے چند مقامات پر غور کرنے سے پتا چلتا ہے کہ فی سبیل اللہ سے مراد جہاد اور اسلام ہے:

﴿ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ۭ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴾

[الحدید ا ١٠]

”مسلمانو! تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ تم جہاد فی سبیل اللہ میں مال خرچ نہیں کرتے؟ حالانکہ آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ ہی کے لیے ہے، جن لوگوں نے فتح (مکہ) کے بعد (جہاد میں مال) خرچ کیا اور (خود عملاً) جہاد کیا وہ ان لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے جنھوں نے فتح سے پہلے (جہاد میں مال) خرچ کیا اور جہاد کیا،

یہی لوگ درجہ میں زیادہ (بلند) ہیں۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴾ [البقرة: ٢٦١]

"جو لوگ اپنا مال فی سبیل اللہ خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس دانے جیسی ہے جس میں سے سات بالیں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے بڑھا چڑھا کر (اجر) عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ وسعت والا اور علم والا ہے۔"

تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں یعنی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں جہاد کے گھوڑے پالنے، ہتھیار خریدنے اور حج کرنے کرانے میں خرچ کرتے ہیں۔

ایک جگہ فرمایا:

﴿ وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ وَاَحْسِنُوْا ۛ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾ [البقرة: ١٩٥]

"اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور احسان کا رویہ اپناؤ، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

یہ آیت جہاد ہی میں مال خرچ کرنے کی دلیل ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے، سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"یہ آیت ہم انصار کے بارے میں نازل ہوئی جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت عطا کر دی اور اس کے مددگار بہت ہو گئے تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ ہو کر مشورہ کیا کہ بلاشبہ ہمارے اموال (جہاد میں) خرچ ہو گئے اور اب تو اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت دے دی ہے اور اس کے مددگار زیادہ پیدا کر دیے ہیں تو اب ہم اپنے اموال سنبھال لیں اور جو کچھ خرچ ہو چکا اس کی تلافی شروع کر دیں، ہمارے

مشورے کے فوراً بعد ہی اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور جو کچھ ہم نے آپس میں کہا تھا اس کی تردید کرتے ہوئے فرمایا: فی سبیل اللہ مال خرچ کرتے رہو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ یہاں ہلاکت سے مراد جہاد چھوڑ کر مال کی نگرانی اور اس کے حصول کی کوشش کرنا ہے۔"

[سنن الترمذی، کتاب التفسیر (باب) و من سورۃ البقرۃ : ۲۹۷۲ و صححہ]

سورہ انفال میں فرمایا:

﴿ وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنتُمْ لَا تُظْلَمُونَ ﴾

[الأنفال : ٦٠]

"اور تم فی سبیل اللہ جو کچھ بھی خرچ کرو گے تمھیں اس کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا تمھارے ساتھ کچھ بے انصافی نہ ہوگی۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جہاد میں بے دھڑک مال خرچ کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے وعدہ فرمایا ہے کہ تم جتنا مال راہ جہاد میں لگاؤ گے اس کا پورا پورا بدلہ پاؤ گے، ایک کے بدلے ایک سو سے لے کر سات سو گنا تک اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اس سے بھی کئی گنا بڑھا کر تمھیں دنیا ہی میں تمھارا مال واپس دے دے اور آخرت میں اس کا بدلہ جنت کی صورت میں عطا فرمائے: ﴿ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ﴾ سے مراد اسلام ہے جیسا کہ قرآن میں ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۗ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴾ [التوبۃ:۳٤]

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بے شک بہت سے عالم اور درویش لوگوں کا مال باطل طریقے سے کھاتے اور اللہ کے راستے سے روکتے ہیں اور جو لوگ سونا اور چاندی خزانہ بنا کر رکھتے ہیں اور اسے اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے، انھیں دردناک عذاب کی خوشخبری دے دے۔"

⑧ مسافر:

زکوٰۃ کا آٹھواں مصرف "ابن السبیل" ہے۔ عربی محاورہ کی رو سے اس کا اطلاق مسافر پر ہوتا ہے اور زکوٰۃ کی رقم کا حقدار صرف غریب مسافر ہی نہیں بلکہ غنی اور دولت مند شخص بھی اگر دوران سفر زاد راہ اور دیگر سفری ضروریات کا محتاج ہو تو اس پر بھی زکوٰۃ کی رقم خرچ کی جانی چاہیے تاکہ وہ باوقار طور پر اپنی منزل تک پہنچ سکے۔

زکوٰۃ کی رقم سے حج:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ آدمی اپنے مال کی زکوٰۃ سے گردن آزاد کرا سکتا ہے اور حج بھی کرا سکتا ہے۔

امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص اپنے باپ کو زکوٰۃ کی رقم سے آزاد کرائے تو یہ جائز ہے نیز زکوٰۃ کا مال مجاہدین اور اس شخص کو بھی دے سکتا ہے جس نے حج نہ کیا ہو پھر انھوں نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿ إِنَّمَا الصَّدَقَٰتُ لِلْفُقَرَآءِ ﴾

[بخاری ، تعليقًا ، كتاب الزكوٰة باب قول الله تعالىٰ وفى الرقاب والغارمين وفى سبيل الله فوق الحديث : ١٤٦٨]

جہاد میں آٹھوں مصارف موجود ہیں:

اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کے آٹھ مصارف مقرر کیے ہیں اور ہمارے مشاہدے کے مطابق موجودہ حالات میں یہ سب کے سب جہاد میں موجود ہیں، چونکہ جہاد میں بڑی وسعت ہے، اس لیے ان آٹھوں مصارف کے مستحق اور صحیح حقدار مجاہدین فی سبیل اللہ بھی ہیں۔

① فقراء: مجاہدین کی صفوں میں بڑی تعداد میں غریب و تنگدست فقراء موجود ہیں۔

② مسکین: کفار سے لڑنے والے مال دار مجاہدین کے شانہ بشانہ راہ حق میں قربانیاں پیش کرنے والے مساکین بھی بڑی تعداد میں شریک جہاد ہیں۔

③ عاملین: صدقات و زکوٰۃ کو جمع کرنے والے مجاہدین کی حقیقی ضرورتوں کو پورا کرنے اور کلمۃ اللہ کی سربلندی کے لیے کچھ لوگ دن رات ایک کیے ہوئے ہیں اور جب امیر کی

طرف سے اجازت مل جائے تو ان میں سے بہت سے غازی عملی جہاد کے لیے محاذوں کی طرف نکل جاتے ہیں۔

④ تالیف قلوب: زکوٰۃ کی اس مد سے کفار کے دل جیتے جاتے ہیں۔ مناسب اعانت کے بعد دشمن فوج کی جاسوسی اور دیگر کئی اہم مقاصد کے لیے انہی کافروں سے کام لیا جاتا ہے۔ محاذوں پر مجاہدین کو اسلحہ کی قلت کا سامنا ہو، خوراک کی فراہمی جنگلوں تک مطلوب ہو تو روپے پیسے سے ان کافروں کے دلوں کو نرم کر کے تمام عسکری اور دیگر ضروریات کو پورا کیا جاتا ہے۔ زکوٰۃ کی اسی مد سے کافر فوجوں کی نقل و حرکت پر نظر رکھنے اور حالات سے آگاہ رہنے کے لیے انہی کافروں سے کام لیا جاتا ہے۔

⑤ گردنوں کی آزادی: مجاہد قیدیوں کی رہائی اور کفار کی غلامی سے نجات کا مرحلہ ہو تو بھی اس مد کو استعمال کیا جاتا ہے...... مجاہدین کی بڑی تعداد کفار کی مختلف جیلوں میں بند اذیت ناک زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔

جیلوں میں بند ان مجاہدین تک پیغام رسانی، خط کتابت کے تبادلے...... تازہ ترین معلومات بہم پہنچانے اور اس قسم کی بہت سی دیگر ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے انہی کافروں سے کام لیا جاتا ہے۔ بدنام زمانہ امریکی عقوبت خانوں، گوانتاناموبے، ابوغریب اور پل چرخی کے قید خانوں کے علاوہ دلی اور سری نگر کی بند کوٹھڑیوں کے اندر ہونے والے لرزہ خیز مظالم کی داستانیں دنیا تک پہنچانے کے لیے اکثر و بیشتر ایسے ہی کافر ہیں جن کی جیب میں مؤلفۃ القلوب کی مد کام کر رہی ہوتی ہے۔ اس مد کے مجاہدین کیوں مستحق ہیں، تفصیلات جاننے کے لیے ہندوستانی جیلوں میں بارہ سالہ طویل اذیتیں برداشت کرنے والے غازی افتخار حیدر نے جو کچھ بیان کیا ہے اس کو پڑھنے کی ضرورت ہے گوانتاناموبے سے رہائی حاصل کرنے والوں کی زبانی اذیت ناک حالات کا مطالعہ کرنا آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہے۔ ان مجاہدین کی رہائی اور گردنوں کی آزادی کے لیے ﴿وَفِي الرِّقَابِ﴾ کی مد کے مستحق بھی مجاہدین ہی ہیں۔

⑥ مقروض: مجاہدین کی بڑی تعداد عسکری تربیت مکمل کرنے کے بعد محاذوں تک پہنچنے میں اس لیے ناکام رہتی ہے کہ ان کے ذمہ قرض ہے اور نبی ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ قرض کے علاوہ شہید کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے۔''

ایک اور حدیث میں ہے:

''اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قتل ہونا قرض کے علاوہ ہر چیز کا کفارہ بن جاتا ہے۔''

[مسلم، کتاب الإمارة، باب من قتل في سبيل الله كفرت خطاياه إلا الدين : ۱۸۸٦]

ایسے مقروض مجاہد اپنے قرض سے نجات حاصل کرنے کے لیے کاروبار میں لگ جاتے ہیں اور بعض اوقات ایسے پھنستے ہیں کہ پھر...... جہاد کے لیے نکلنا ان کے لیے مشکل ہو جاتا ہے اس لیے زکوۃ کی رقم سے ان مقروض غازیوں کے قرض اتارے جائیں تاکہ وہ کلمۃ اللہ کے لیے یکسو ہو کر کافروں سے مصروف جہاد ہو سکیں۔

⑦ فی سبیل اللہ: صدقات و زکوۃ کی یہ مد تو ہے ہی جہاد کے لیے۔

⑧ مسافر: مجاہد تو ہوتا ہی مسافر ہے، وہ دنیا کے حصول کے لیے نہیں بلکہ غلبۂ دین کے لیے گھر چھوڑتا ہے۔ بیوی کی محبت قربان کرتا ہے...... اولاد کے پیار کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنی جان کی قربانی پیش کرنے کے لیے مقتل کی طرف بڑھتا ہے...... بکھرے بالوں، گرد آلود جسم اور خاک آلود قدموں والے اس مسافر کو اللہ تعالیٰ صدقات کا حق دار قرار دیتا ہے خواہ وہ مالدار اور دولت مند ہی کیوں نہ ہو۔

جو شخص تمہارے لیے اپنا مال پیش کرے اس کے لیے دعا:

"بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ" (بخاری: ۳۷۸۰)

''اللہ تمہارے لیے تمہارے اہل اور مال میں برکت کرے۔''

اس شخص کے لیے دعا جو کہے ''اللہ تجھ میں برکت کرے'':

"وَفِيْكَ بَارَكَ اللّٰهُ." (ابن السنی، ص : ۱۳۸، ح : ۲۷۸)

''اور تجھے بھی اللہ تعالیٰ برکت کرے۔''

For Printing Contact: 0322-4005335.
Composed By:0321-4638539

اوقات سحر و افطار بمطابق گجرات

رمضان المبارک	اگست 2011	ایام	سحری (منٹ گھنٹہ)	افطاری (منٹ گھنٹہ)
1	2	منگل	3:45	6:02
2	3	بدھ	3:46	6:01
3	4	جمعرات	3:47	6:00
4	5	جمعہ	3:48	6:59
5	6	ہفتہ	3:48	6:59
6	7	اتوار	3:49	6:58
7	8	سوموار	3:50	6:57
8	9	منگل	3:51	6:56
9	10	بدھ	3:52	6:55
10	11	جمعرات	3:53	6:54
11	12	جمعہ	3:54	6:53
12	13	ہفتہ	3:55	6:53
13	14	اتوار	3:56	6:51
14	15	سوموار	3:57	6:50
15	16	منگل	3:58	6:49
16	17	بدھ	3:59	6:47
17	18	جمعرات	4:00	6:46
18	19	جمعہ	4:01	6:45
19	20	ہفتہ	4:02	6:44
20	21	اتوار	4:03	6:43
21	22	سوموار	4:04	6:42
22	23	منگل	4:05	6:41
23	24	بدھ	4:05	6:40
24	25	جمعرات	4:06	6:38
25	26	جمعہ	4:07	6:37
26	27	ہفتہ	4:08	6:36
27	28	اتوار	4:09	6:35
28	29	سوموار	4:10	6:33
29	30	منگل	4:11	6:32
30	31	بدھ	4:12	6:31



فرشتوں کی

فِی سَبِیْلِ اللہِ

خرچ کرنے والوں کیلئے دعا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

لوگوں پر کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جس میں دو فرشتے
نہ اُترتے ہوں اُن میں سے ایک کہتا ہے

اے اللہ

خرچ کرنیوالے کو اچھا بدلہ عطا فرما اور دُوسرا یہ کہتا ہے

اے اللہ ہاتھ روک لینے والے کا مال ضائع فرما

(مُسلم کتاب الزکاۃ باب ۱۲)